فرضیت زکوۃ اور اس کے احکام

مولانا فاروق الرحمٰن یزدانی
نائب مدیر ترجمان الحدیث، مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد

اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کے وقت سے ہی اس کے رزق کا بندوبست فرمادیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رزق کا ذمہ خود اٹھایا ہے:

وما من دآبة فی الارض الا علی اللہ ررقها ویعلم مستقرها ومستودعها کل فی کتاب مبین (سورۃ ھود:٦)

زمین پر جو بھی جاندار (چلنے والا) ہے اس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے وہی اس کے ٹھکانے اور اس کے لوٹنے کی جگہ کو جانتا ہے۔ ہر چیز (بات) کتاب مبین (لوح محفوظ) میں (لکھی ہوئی) ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو حکم فرمایا:

یا ادم اسکن انت وزوجک الجنة وکلا منها رغدا حیث شئتما ولا تقربا هذه الشجرة فتکونا من الظالمین (البقرۃ:٣٥)

اے آدم تم بھی اور تمہاری بیوی بھی جنت میں رہو (ٹھہرو) اور جہاں سے تمہارا جی چاہے اور جتنا بھی چاہے (وہاں سے اتنا) کھاؤ۔ اور اس درخت کے قریب نہ جانا (اگر تم نے اس کا پھل کھالیا) تو تم ظلم کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

اور اس کے بعد بھی ہر انسان کے پیدائش آنے سے پہلے ہی اس کا رزق لکھ دیا جاتا ہے۔ الصادق والمصدوق پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کہ جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو چار مہینے گزرنے کے بعد:

یرسل اللہ الملک فینفخ فیه الروح ویومر باربع کلمات بکتب رزقه واجله وعمله وشقی اوسعید..... الخ (مسلم ٢/٣٣٢، کتاب القدر طویل حدیث سے اختصار)

اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجتا ہے تو وہ اس میں روح پھونک دیتا ہے اور (فرشتے) کو چار باتیں لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ (١) اس بچے کا رزق (٢) اس کی موت کا وقت (٣) اس کے اعمال (جو وہ دنیا میں کرے گا) (۴) اور اس کی نیک بختی یا بدبختی۔

برادران اسلام!

جس طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کے رزق کا بندوبست فرمایا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کے دنیاوی زندگی گزارنے کیلئے ایک مکمل ضابطہ حیات بھی نازل فرمایا اور ہر انسان کو بھلائی اور برائی کا امتیاز بھی بتادیا اور بھلائی کے فوائد اور برائی کے نقصانات سے آگاہ فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قلنا اهبطوا منها جمیعا فاما یاتینکم منی هدی فمن تبع هدای فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون (البقرہ ٣٨)

جب آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر بھیجا گیا تو اس وقت ارشاد فرمایا کہ تم سب زمین پہ چلے جاؤ جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدائیت آئیگی جو شخص میری (نازل کردہ) ہدایت کی پیروی کرے گا اس کو کوئی خوف اور غم نہیں ہوگا تو اس آیت مبارکہ سے دو باتیں بڑی واضح ہیں۔

١۔ ہدایت صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہو سکتی ہے کسی دوسرے کی تعلیم کو اگر وہ کتاب وسنت کے خلاف ہے تو ہدایت نہیں کہا جا سکتا کیونکہ قرآن مجید کی طرح حدیث نبوی ﷺ بھی وحی ہے۔ کسی امام کا قول، مفتی کا فتویٰ، مجتہد کا اجتہاد، فقیہہ کی فقاہت، واعظ کا وعظ، خطیب کا خطبہ اور مبلغ کی تبلیغ قطعاً ہدایت کا درجہ حاصل نہیں کر سکتی اگر وہ قرآن وحدیث کی نصوص قطعیہ کے خلاف ہے۔

٢۔ دوسری بات اس آیت مبارکہ سے یہ ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہدایت جو قرآن وحدیث کی صورت میں اس وقت موجود ہے کی اتباع و پیروی ہی سے انسان کیلئے نجات ممکن ہے بصورت دیگر یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچ سکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

والذین کفروا وکذبوا بایتنا اولئک اصحب النار هم فیها خالدون (البقرہ ٣٩)

اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات کے ساتھ کفر کیا (ایمان ہی نہ لائے) اور جھٹلا دیا (ان

کے مطابق عمل نہ کیا) تو یہ لوگ جہنم میں جائیں گے اوراس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی دنیاوی زندگی گزارنے کیلئے جو ضابطہ حیات نازل فرمایا ہے اسی کا نام اسلام رکھا۔

ان الدین عند اللہ الاسلام

بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔اور پھر اس ضابطے اور دین کو مکمل فرمایا:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ:۳)

آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمتوں کو پورا کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند فرمایا ہے۔اس تکمیل دین اور اسلام کے اعلان کے بعد کسی شخص کو بھی اس میں کمی و زیادتی کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

وما کان لمومن ولا مومنة اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا (الاحزاب:۳۶)

اور کسی مومن مرد یا مومنہ عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ کسی کام کا فیصلہ کردیں تو ان کو اپنے معاملات میں (کمی یا زیادتی اور کسی قسم کی ترمیم کا) کوئی اختیار ہو اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کریگا تو بے شک وہ واضح طور پر گمراہ ہوگیا۔ وہ ضابطہ اور قانون جو اللہ تعالیٰ نے انسان کی راہنمائی کیلئے نازل فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے اس کی کچھ بنیادی چیزیں بیان فرمائیں کہ جن کی ادائیگی کے بغیر انسان کا دین اسلام و ایمان معتبر نہیں ہو سکتا۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ بنی الاسلام علی خمس شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وحج البیت وصوم رمضان (مسلم ۱/۳۲، کتاب الایمان)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

یہ پانچ چیزیں اور عمل اسلام کے ارکان کہلاتے ہیں یوں سمجھ لیجئے کہ انہی کا نام اسلام ہے۔

ایک دفعہ سید الملائکہ جناب جبریل علیہ السلام سید الانبیاء امام کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

اخبرنی عن الاسلام

اللہ کے رسول ﷺ مجھے اسلام کے متعلق بتائیے۔

فقال رسول اللہ ﷺ الاسلام ان تشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ وتقیم الصلوٰۃ وتوتی الزکوٰۃ وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا (مسلم ۱/۲۷، کتاب الایمان)

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان المبارک کے روزے رکھے۔اور بیت اللہ کا حج کرے، اگر وہاں تک راستے کے اخراجات برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔

ان احادیث سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوئی کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔

۱) اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر ایمان لانا۔

۲) نماز قائم کرنا

۳) زکوٰۃ ادا کرنا

۴) رمضان المبارک کے روزے رکھنا

۵) اگر طاقت ہو تو بیت اللہ کا حج کرنا

اس وقت زیر قلم مضمون میں اسلام کے ایک بنیادی رکن زکوٰۃ کے متعلق چند گزارشات قارئین محترم کی خدمت میں عرض کرنا مقصود ہیں کیونکہ یہ جس قدر اہم فریضہ ہے آج کل اسی قدر اس کی ادائیگی میں لاپرواہی برتی جاتی ہے۔کچھ لوگ تو سرے سے اس فریضہ کو مانتے ہی نہیں اور کچھ لوگ مانتے تو ہیں مگر ادا نہیں کرتے اور کچھ لوگ ادا کرتے ہیں مگر اس کے صحیح مصارف کا خیال نہیں رکھتے (الا ماشاء اللہ)

فرضیت زکوٰۃ

قرآن مجید میں زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم اللہ رب العزت نے متعدد مقامات پر بطور امر بیان فرمایا ہے:

واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ والرکعوا مع الراکعین (البقرہ:۴۳)

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع

کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

ایک دوسرے مقام پر یوں ارشاد ہوتا ہے

واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون (النور۔۵۶)

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

ان آیات بینات سے یہ معلوم ہوا کہ زکوٰۃ ادا کرنا ایک ایسا فریضہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکم ارشاد فرمایا ہے کہ زکوٰۃ ادا کرو۔ اب اگر کوئی شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خود جناب رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کے متعلق تاکید فرمائی ہے اس سلسلہ میں کچھ احادیث تو اوپر گزر چکی ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کے عمل کو اسلام کی بنیاد اور بعض میں عین اسلام قرار دیا ہے۔ اسی سلسلہ میں حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث بھی نص قطعی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں:

بایعت النبی ﷺ علی اقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والنصح لکل مسلم (بخاری ۱/ ۱۸۸، کتاب الزکوٰۃ، باب البیعۃ علی ایتاء الزکوٰۃ)

میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے (کے عہد) پر۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں

ان النبی ﷺ بعث معاذا الی الیمن فقال ادعھم ان اللہ افترض علیھم خمس صلوات فی کل یوم ولیلۃ فان ھم اطاعوا لذلک فاعلمھم ان اللہ افترض علیھم صدقۃ فی اموالھم توخذ من اغنیائھم وترد فی فقرائھم (بخاری ۱/ ۱۸۷، کتاب الزکوٰۃ)

بے شک رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپ نے فرمایا کہ ان کو اس بات کی دعوت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور بے شک میں (محمد ﷺ اللہ کا رسول ہوں)۔ اگر وہ (تیری) یہ بات مان لیں تو ان کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر وہ (تیری) یہ بات تسلیم کر لیں تو ان کو بتانا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ان پر صدقہ (زکوٰۃ) ادا کرنا فرض کیا ہے ان کے مالوں میں (جو) ان کے مالدار لوگوں سے لیا جائیگا اور ان کے فقیر لوگوں میں تقسیم کر دیا جائیگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ان اعرابیا اتی النبی ﷺ فقال دلنی علی عمل اذ عملتہ دخلت الجنۃ قال تعبد اللہ ولا تشرک بہ شیئا وتقیم الصلوٰۃ المکتوبۃ وتودی الزکوٰۃ المفروضۃ وتصوم رمضان قال والذی نفسی بیدہ لا ازید علی ھذا فلما ولی قال النبی ﷺ من سرہ ان ینظر الی رجل من اھل الجنۃ فلینظر الی ھذا (بخاری ۱/ ۱۸۷، کتاب الزکوٰۃ)

بے شک ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو اس نے کہا کہ (اے اللہ کے رسول ﷺ) مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے کہ جس کے کرنے سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ اور فرضی نماز قائم کر اور فرضی زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان المبارک کے روزے رکھے۔ اس شخص نے کہا کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس سے زیادہ نہیں کرونگا۔ تو جب وہ واپس پلٹا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہے کہ وہ کسی جنتی آدمی کو دیکھے تو وہ اس آدمی کو دیکھ لے۔

برادران اسلام!

ان احادیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ زکوٰۃ ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور جو شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان ہی کیوں نہیں کہلاتا؟ مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے ایسے شخص کو جو زکوٰۃ کا منکر ہے مسلمان نہیں سمجھا اور نہ ہی اس کو مسلمان والے حقوق دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کفار و مشرکین کے متعلق احکام بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

فاذا انسلخ الاشھر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم وخذوھم واحصروھم واقعدوا لھم کل مرصد فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ فخلوا سبیلھم ان اللہ غفور رحیم (التوبہ۔۵)

جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو تم مشرکین کو قتل کرو جہاں بھی تم پاؤ ان کو اور انہیں پکڑ لو اور قید کر لو ان کو اور ان کیلئے ہر گھات والی جگہ پر بیٹھو۔ اگر تو وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت مبارکہ سے بھی معلوم ہوا کہ توبہ (ایمان لانے) کے بعد یہ شرط ہے کہ نماز قائم کی

جائے اور زکوٰۃ ادا کی جائے تب آدمی کی توبہ (ایمان) قبول ہوتی ہے۔ ورنہ اس کی توبہ کا بھی کوئی اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔

ایک دوسری آیت میں یوں ارشاد ہوتا ہے:

فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین (التوبہ:۱۱)

اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو تمہارے دینی بھائی ہیں اس آیت سے بھی واضح ہوا کہ زکوٰۃ نہ دینے والا مسلمانوں کا دینی بھائی نہیں بن سکتا۔

امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ ویقیموا الصلوٰۃ ویوتو الزکوٰۃ فاذا فعلوہ عصموا منی دمائھم واموالھم وحسابھم علی اللہ (مسلم ۱/۳۷، کتاب الایمان)

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں حتیٰ کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں جب وہ یہ کام کریں گے تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کر لئے (یعنی ان کو نہ قتل کیا جائیگا اور نہ ان کا مال لوٹ کر غنیمت بنایا جائیگا۔ لیکن اگر وہ ایمان نہیں لائیں گے، نماز قائم نہیں کریں گے زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے تو ان کے اموال اور خون اسی طرح غیر محفوظ ہونگے۔ جس طرح کافروں کے مال اور خون غیر محفوظ ہیں) اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ اسی لئے جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کر دیا۔ فقیہہ امت محمد یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لما توفی رسول اللہ ﷺ وکان ابو بکر وکفر من کفر من العرب فقال عمر کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللہ ﷺ امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فمن قالھا فقد عصم منی مالہ ونفسہ الا بحقہ وحسابہ علی اللہ فقال واللہ لا قاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ فان الزکوٰۃ حق المال واللہ لو منعونی عناقا کانوا یودونھا الی رسول اللہ ﷺ لقاتلتھم علی منعھا قال عمر فواللہ ما ھو الا ان قد شرح اللہ صدر ابی بکر فعرفت انہ الحق (بخاری، ۱/۱۸۸، کتاب الزکوٰۃ)

جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے اور کچھ لوگ عرب سے کافر ہو گئے۔ (تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف اعلان جہاد کیا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا (اے ابوبکر) تم ان لوگوں سے کیسے جنگ کرو گے (کیونکہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں حتیٰ کہ وہ لا الہ الا اللہ نہ پڑھ لیں۔ اور جس نے (یہ کلمہ) پڑھ لیا تو بے شک اس نے مجھ سے اپنا مال اور اپنی جان کو محفوظ کر لیا مگر اس (اسلام) کے حق کے ساتھ (یعنی ان کی جانوں اور مال میں جو اسلام کا حق ہے وہ تو ادا کریں گے) اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم میں ان لوگوں سے ضرور لڑائی کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتے ہیں (یعنی دونوں کی فرضیت میں سے کسی ایک کا انکار کردیں) بے شک زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم اگر وہ مجھ سے بکری کا ایک بچہ بھی روکیں گے جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں اس کے روکنے کی وجہ سے ان سے ضرور جنگ کروں گا۔ (تو یہ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا اور میں سمجھ گیا کہ حق یہی ہے۔

برادران اسلام!

یہ حدیث کس قدر واضح ہے کہ زکوٰۃ کا منکر یا اس کو ادا نہ کرنے والا بے شک کلمہ توحید بھی کیوں نہ پڑھتا ہو وہ مسلمان نہیں اور اس کے خلاف جہاد کرنا اور اس سے زکوٰۃ وصول کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔ تب ہی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے خلاف جو کلمہ تو پڑھتے ہیں مگر زکوٰۃ ادا نہیں کرتے جہاد کا اعلان کرتے ہیں۔ اس لئے مذکورہ بالا تمام آیات واحادیث سے ہمیں یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ زکوٰۃ اسلام کا اہم ترین رکن ہے اس کی ادائیگی کے بغیر انسان کا ایمان بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اس لئے ہم سب کو چاہئے کہ ہم اہتمام سے زکوٰۃ کی ادائیگی کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کے معمولی فائدے کی خاطر آخرت کا بہت بھاری نقصان کربیٹھیں۔ اعاذنا اللہ منہ

فضیلت ادائیگی زکوٰۃ

گذشتہ سطور میں زکوٰۃ کی فرضیت کو قرآن وحدیث سے بیان کیا گیا ہے اس کے بعد اس کے فضائل کی ضرورت تو نہیں کیونکہ اس کی اہمیت کیلئے اس کا فرض ہونا ہی کافی ہے۔ مگر یہ بھی

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پہ شفقت اور رحمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ ادا کرنے والوں کیلئے بہت زیادہ فضیلت بیان فرمائی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ لھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (البقرہ:۲۷۷)

بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی تو ان کیلئے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہونگے۔

مزید ارشاد فرمایا:

انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر واقام الصلوٰۃ واتی الزکوٰۃ ولم یخش الا اللہ فعسی اولئک ان یکونوا من المھتدین (التوبہ:۱۸)

بے شک مساجد وہ لوگ تعمیر کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور آخرت کے دن پر اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے۔ تو امید ہے کہ یہ لوگ ہدایت پانے والوں میں ہونگے۔ سورۃ لقمان میں زکوٰۃ ادا کرنے والوں کی عظمت وفضیلت کو یوں بیان کیا گیا ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم. الم تلک آیات الکتب الحکیم ھدی ورحمۃ للمحسنین الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم بالآخرۃ ھم یوقنون اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون (لقمان:۱۔۵)

یہ آیات حکمت والی کتاب کی ہیں۔ ہدایت اور رحمت نیکی کرنیوالوں کیلئے، وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ ان آیات بینات میں زکوٰۃ ادا کرنے والوں کی بہت زیادہ فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ان کے علاوہ بھی متعدد آیات اسی موضوع اور مفہوم کی ہیں اختصار کی وجہ سے انہیں پر اکتفا کرتے ہیں چند احادیث درج کی جاتی ہیں۔ حضرت ابو مالک اشعری بیان کرتے ہیں:

ان رسول اللہ ﷺ قال اسباغ الوضوء شطر الایمان والحمد للہ تملاء المیزان والتسبیح والتکبیر تملان السموٰت والارض والصلوٰۃ نور والزکوٰۃ برھان والصبر ضیاء والقرآن حجۃ لک او علیک (نسائی ۱/۲۷۱، کتاب الزکوٰۃ)

بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھی طرح وضو کرنا ایمان کا حصہ ہے اور الحمد للہ کہنا ترازو کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنا آسمانوں اور زمین کو بھر دیتا ہے اور نماز نور ہے اور زکوٰۃ، برہان (دلیل) ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن مجید یا تو تیرے حق میں گواہی دے گا (اگر تم قرآن مجید پر عمل کرو گے) یا تیرے خلاف دلیل بن جائے گا (اگر تم اس پر عمل نہیں کرو گے)۔

اس حدیث میں زکوٰۃ کو ایمان کی دلیل اور برہان قرار دیا ہے کہ قیامت کے دن زکوٰۃ ادا کرنے والوں کیلئے ان کا زکوٰۃ ادا کرنا ہی ان کے ایمان کی دلیل ہوگی۔ اس طرح ایک دوسری حدیث میں زکوٰۃ ادا کرنے والوں کی فضیلت ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

خطبنا رسول اللہ ﷺ یوما قال والذی نفسی بیدہ ثلاث مرات ثم اکب فاکب کل رجل منا یبکی لاندری علی ماذا حلف ثم رفع راسہ فی وجھہ البشری فکانت احب الینا من حمر النعم ثم قال ما من عبد یصلی الصلوٰت الخمس ویصوم رمضان ویخرج الزکوٰۃ ویجتنب الکبائر السبع الا فتحت لہ ابواب الجنۃ فقیل لہ ادخل بسلام (نسائی ۱/۲۷۲، کتاب الزکوٰۃ)

ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور تین مرتبہ فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے پھر آپ ﷺ نے سر جھکا لیا تو ہم میں سے بھی تمام لوگ سر جھکا کر رونے لگے۔ ہم نہیں جانتے تھے کہ آپ نے کس بات پر قسم اٹھائی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا تو آپ کے چہرہ پر بشاشت تھی (اور یہ بات) ہمیں سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب اور پسندیدہ تھی پھر آپ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو پانچ نمازیں پڑھے اور رمضان المبارک کے روزے رکھے اور زکوٰۃ ادا کرے اور سات کبیرہ گناہوں سے بچے مگر اس کیلئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس کو کہا جائیگا کہ سلامتی کے ساتھ داخل ہو جا۔

زکوٰۃ ادا کرنے والا شخص قیامت کے دن تو اجر وثواب کا مستحق ہوگا ہی اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں بھی محروم نہیں فرمائیں گے۔ بلکہ اس کو کئی قسم کے فائدے حاصل ہونگے۔ چنانچہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

وما اتیتم من زکوٰۃ تریدون وجہ اللہ فاولئک ہم المضعفون (الروم:۳۹)

اور جو بھی تم زکوٰۃ میں سے دیتے ہو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہتے ہوئے تو یہی لوگ ہیں (ان کے اموال میں) اضافہ کیا گیا۔ اس آیت مبارکہ میں یہ بات ثابت ہوئی کہ زکوٰۃ دینے سے اللہ تعالیٰ مال میں برکت فرمادیتے ہیں ایک دوسری آیت میں یوں ارشاد فرمایا:

مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضاعف لمن یشاء واللہ واسع علیم (البقرہ:۲۶۱)

جولوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایک دانے کی ہے جس سے سات بالیاں اگتی ہیں اور ہر بالی میں سو دانہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہتا ہے (اس سے بھی) زیادہ کردیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

ایک جگہ فرمایا:

ان تقرضوا اللہ قرضا حسنا یضاعفہ لکم ویغفرلکم واللہ شکور حلیم (التغابن:۱۷)

اگر تم اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دوگے تو اللہ تعالیٰ اس کو تمہارے لئے بڑھادے گا۔ اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ قدردان حوصلے والا ہے۔

زکوٰۃ ادا کرنے سے نہ صرف کہ آدمی اتنے بڑے اجروثواب کا حقدار بن جاتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ زکوٰۃ ادا کرنے والے شخص کے بقیہ مال کو بھی پاک کردیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لما نزلت ہذہ الایۃ والذین یکنزون الذہب والفضۃ قال کبر ذالک علی المسلمین فقال عمر انا اخرج عنکم فانطلق فقال یا نبی اللہ انہ کبر علی اصحابک ہذہ الایۃ فقال رسول اللہ ﷺ ان اللہ لم یفرض الزکوٰۃ الا لیطیب ما بقی من اموالکم ..... الخ (ابوداؤد ۱/۲۴۳، کتاب الزکوٰۃ)

جب یہ آیت نازل ہوئی: والذین یکنزون الذہب والفضۃ تو مسلمانوں پر یہ بھاری ہوگئی (یعنی مسلمان پریشان ہوگئے کیونکہ تھوڑا بہت سونا چاندی تو لوگوں کے پاس ہوتا ہی ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس مشکل کو تم سے حل کرتا ہوں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ اس آیت نے تو آپ کے ساتھیوں کو پریشان کردیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ فرض ہی اس لئے کی ہے تاکہ وہ تمہارے باقی مال کو پاک کردے۔

حضرت خالد بن اسلم کہتے ہیں:

خرجنا مع عبداللہ بن عمر فقال اعرابی اخبرنی عن قول اللہ تعالیٰ والذین یکنزون الذہب والفضۃ قال ابن عمر من کنزھا فلم یؤد ترکاتھا فویل لہ انما کان ہذا قبل ان تنزل الزکوٰۃ فلما انزلت جعلھا اللہ اطھرا للاموال (بخاری ۱/۱۸۸، کتاب الزکوٰۃ)

ہم ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نکلے تو ایک اعرابی (دیہاتی) نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: والذین یکنزون الذہب والفضۃ کے متعلق بتایئے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جو شخص خزانہ جمع کرے اور پھر اس زکوٰۃ نہ دے تو اس کیلئے ہلاکت ہے۔ بے شک یہ حکم تو زکوٰۃ (کا حکم) نازل ہونے سے پہلے کا ہے تو جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا تو زکوٰۃ ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ باقی مال کو پاک کردیتے ہیں۔ پاک کرنے کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ وہ مال انسان کیلئے وبال جان نہیں بنے گا نہ دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں۔

اور اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اگر اس کے مال میں نادانستہ طور پر کوئی پیسہ ناجائز بھی آگیا تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمائیں گے اور اس کے مال کو پاک کردیں گے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں آدمی جان بوجھ کر حرام کی کمائی سے مال جمع کرے اور پھر زکوٰۃ ادا کرکے سمجھے کہ میرا باقی مال بھی پاک ہوگیا ہے ایسی صورت میں تو اس کی ادا کی ہوئی زکوٰۃ بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عزت میں قبول نہ ہوگی کیونکہ ناطق وحی پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

لا صدقۃ من غلول

اللہ تعالیٰ حرام ذرائع سے کمائے ہوئے مال میں سے صدقہ (زکوٰۃ) قبول نہیں کرتا۔ اس لئے ہم سب کو چاہئے کہ اپنے ذرائع آمدنی کو حرام و ناجائز کی آمیزش سے پاک رکھیں اور اپنے مال میں سے اس کا حق زکوٰۃ ادا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ فریضہ بھی ادا ہو اور اس کی فضیلت وعظمت کے بھی ہم مستحق ہوں۔

ان تمام آیات سے یہ معلوم ہوا کہ زکوٰۃ اور صدقہ خیرات کرنے سے مال میں کوئی کمی نہیں آتی بلکہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت فرمادیتے ہیں۔

لیکن یہ یاد رکھیے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ ہمیں فرض کی ادائیگی پر بھی اضافی اجر وثواب اور انعامات سے نوازتا ہے ورنہ مخلوق ہونے کے ناطے ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کریں خواہ اس پر کسی اضافی فضیلت وشان کا وعدہ ہو یا نہ ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ قرآن کریم کی ابدی صداقتوں میں درج ہے:

ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین (التوبہ:۱۲۰)

اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔

قرآن وحدیث میں زکوۃ کی ادائیگی کی فضیلت پر بہت سی آیات اور احادیث بیان ہوئی ہیں اختصار کے پیش نظر انہی چند حوالوں پر اکتفا کرکے بات کو آگے چلایا جاتا ہے۔

زکوۃ ادا نہ کرنے کے نقصانات

جس طرح زکوۃ ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی کئی فوائد عطا فرماتا ہے اور آخرت میں بھی اجر وثواب سے نوازے گا (ان شاء اللہ) اسی طرح جو شخص باوجود زکوۃ کے فرض ہو جانے کے اس کی ادائیگی نہیں کرتا تو وہ دنیا میں بھی نقصان اٹھائے گا اور آخرت میں بھی اسے سخت ترین عذاب ہوگا (اعاذنا اللہ منہ)

دنیاوی نقصانات

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ ما تلف مال فی بر ولا بحر ولا بحبس (الترغیب والترہیب ۱/۵۴۲، کتاب الصدقات)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خشکی اور تری میں کوئی مال تباہ نہیں مگر زکوۃ ادا کرنے کی وجہ سے۔

ام المومنین صدیقہ کائنات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ ما خالطت الصدقة او قال الزکوة مالا الا افسدته (الترغیب والترہیب:۱/۵۴۳، کتاب الصدقات)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس مال کے ساتھ زکوۃ (یا صدقہ) کا مال شامل ہو جائے تو وہ اس کو بھی خراب (ہلاک) کر دیتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ما خالطت الزکوة ما لا قط الا اهلکته (مسند شافعی الباب الاول)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے ہیں جس مال میں زکوۃ کا مال شامل ہو جائے تو اس (اصل مال) کو بھی ہلاک کر دیتا ہے۔

فقیہ امت محمدیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

انه سمع رسول اللہ ﷺ یقول ان ثلاثة من بنی اسرائیل ابرص واقرع واعمی بدأ اللہ ان یبتلیهم فبعث الیهم ملکا فاتی الا برص فقال ای شیء احب الیک قال لون حسن وجلد حسن یذهب عنی الذی قد قذرنی الناس قال فمسحه فذهب عنه قذره واعطی لونا حسنا وجلدا حسنا قال فای مال احب الیک قال الابل او قال البقر هو شک فی دالک ان الابرص او الاقرع قال احدهما الابل وقال الاخر البقر قال فاعطی ناقة عشر آء فقال یبارک لک فیها قال فاتی الاقرع فقال ای شیء احب الیک قال شعر حسن ویذهب هذا عنی قد قذرنی الناس قال فمسحه فذهب واعطی شعرا حسنا قال فای المال احب الیک قال البقر قال فاعطی بقرة حاملا وقال یبارک لک فیها واتی الاعمی فقال ای شیء احب الیک قال یرد اللہ علی بصری فابصر به الناس قال فمسحه فرد اللہ الیه بصره قال ای المال احب الیک قال الغنم قال فاعطی شاة والدا فانتج هذا ن وولّد هذا فکان لهذا وادمن الابل ولهذا وادمن الغنم ثم انه اتی الابرص فی صورته وهیئته فقال رجل مسکین تقطعت بی الحبال فی سفری فلا بلاغ الیوم الا باللہ ثم بک اسالک بالذی اعطاک اللون الحسن والجلد الحسن المال بعیرا اتبلغ علیه فی سفری فقال له ان الحقوق کثیرة فقال له کانی اعرفک الم تکن ابرص یقذرک الناس فقیرا فاعطاک اللہ تعالی مالا فقال لقد ورثت کابرا عن کابر فقال ان کنت کاذبا فصیرک اللہ الی ما کنت قال واتی الاقرع فی صورته وهیئته فقال له مثل ما قال لهذا وردّ علیه مثل ما ردعلیه هذا فقال ان کنت کاذبا فصیرک اللہ الی ما کنت قال واتی الاعمی فی صورته وهیئته فقال رجل مسکین وابن السبیل وتقطعت بی الحبال فی سفری فلا بلاغ الیوم الا باللہ ثم بک اسالک بالذی رد علیک بصرک شاة اتبلغ بها فی سفری وقال قد

كنت اعمى فرد الله بصري وفقيرا فاغنانى الله فخذ ما شئت فوالله لا احمدك اليوم لشيء اخذته لله فقال امسك مالك فانما ابتليتم فقد رضي الله عنك وسخط على صاحبيك

(بخاری ۱/ ۴۹۲، کتاب الانبیاء ، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل)

کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے ایک کوڑھی، دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا، اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمانے کا ارادہ فرمایا۔ ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا وہ کوڑھی کے پاس آیا اور کہا تجھے کون سی چیز بہت پیاری ہے اس نے کہا اچھا رنگ، اور اچھا بدن اور وہ چیز مجھ سے دور ہو جائے جس سے لوگ نفرت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس سے اس کی گندگی دور ہوگئی اور اچھا رنگ اور اچھا بدن دے دیا گیا پھر فرشتے نے کوڑھی سے پوچھا تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے اس نے کہا اونٹ یا اس نے کہا کہ گائے (راوی اسحاق کو اس میں شک ہے) ہاں تو کوڑی اور گنجے میں سے ایک نے اونٹ کہا اور ایک نے گائے کہا۔

آپ ﷺ نے فرمایا اسے ایک حاملہ اونٹنی دے دی گئی اور کہا اللہ تجھے اس میں برکت دے آپ ﷺ نے فرمایا پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور کہا تجھے سب سے زیادہ کون سی چیز پسند ہے اس نے کہا خوبصورت بال اور وہ چیز مجھ سے دور ہو جائے جس سے لوگ نفرت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کا گنجا پن جاتا رہا۔ اور خوبصورت بال اسے دے دیئے گئے۔ فرشتے نے پوچھا تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے اس نے کہا گائے تو اس کو ایک حاملہ گائے دے دی گئی اور فرشتے نے کہا اللہ تجھے اس میں برکت دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر وہ فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور کہا تجھے سب سے زیادہ پیاری چیز کون سی ہے تو اس نے کہا اللہ مجھے بینائی دے دے اور میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی واپس کر دی فرشتے نے کہا تجھے سب سے زیادہ کون سا مال پسند ہے اس نے کہا بکریاں اسے ایک حاملہ بکری دی گئی تو کوڑھی اور گنجے نے اونٹنی اور گائے کے بچے حاصل کئے اور اندھے نے بکری سے۔ جس سے کوڑی کیلئے ایک جنگل اونٹوں سے بھر گیا گنجے کیلئے ایک جنگل گائے سے بھر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر (کچھ عرصہ بعد) فرشتہ کوڑھی کے پاس اس کی (پہلی) شکل وصورت میں آیا اور کہا غریب آدمی ہوں سفر میں میرا مال واسباب جاتا رہا (ختم ہوگیا) اب میرا آج کے دن پہنچنا اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور پھر آپ کے سبب سے ہے میں تجھ سے اسی ذات خدا کے واسطہ سے مانگتا ہوں جس نے تجھے اچھا رنگ، جسم اور مال دیا ہے۔ ایک اونٹ چاہتا ہوں جس کے ذریعے اپنی منزل پر پہنچ سکوں۔ اس نے کہا حق بہت ہیں (یعنی خرچ بہت زیادہ ہیں اور مال کم ہے) فرشتے نے کہا میں تجھے پہچانتا ہوں کیا تو کوڑھی نہ تھا؟ کہ لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے اور تو غریب تھا اللہ تعالیٰ نے تجھے صحت اور مال دیا۔ اس نے کہا مجھے تو یہ مال و دولت باپ دادا سے وراثت میں ملا ہے۔ فرشتے نے کہا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا کہ تو تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے وہی کہا جو کوڑھی سے کہا تھا اور گنجے نے وہی جواب دیا جو کوڑھی نے دیا تھا فرشتے نے کہا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر فرشتہ اندھے کے پاس اس کی (پہلی) شکل وصورت میں آیا اور کہا غریب مسافر ہوں، میرے سفر میں میرا مال واسباب ختم ہوگیا۔ آج صرف اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور تیرے سبب سے پہنچ سکتا ہوں۔ تجھ سے اسی ذات کے واسطہ سے مانگتا ہوں۔ جس نے تجھے بینائی دی۔ ایک بکری چاہتا ہوں کہ اس کے باعث اپنی منزل پر پہنچ سکوں۔ اندھے نے کہا کہ بے شک میں اندھا تھا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے بینائی دی، پس تو جو چاہے لے لے اور جو چاہے چھوڑ دے، اللہ تعالیٰ کی قسم آج کے دن میں تیرا ہاتھ نہیں پکڑوں گا اس چیز سے جسے تو اللہ تعالیٰ کیلئے لینا چاہے، فرشتے نے کہا کہ تو اپنا مال اپنے پاس رکھ، حقیقت یہ ہے کہ تم (تینوں) کو آزمایا گیا۔ پس تجھ سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا (کیونکہ تو آزمائش میں کامیاب ہوا) اور تیرے دونوں ساتھیوں (کوڑھی اور گنجے) پر اللہ تعالیٰ کی ناراض ہوا (کیونکہ وہ دونوں ناکام ہوگئے)

برادران اسلام! یہ حدیث اگرچہ عام ہے مگر اس سے یہی مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے مال میں سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہوتا ہے (اور اس ناراضگی میں ان سے وہ مال چھین بھی سکتا ہے) جبکہ زکوٰۃ تو فرض ہے اس کو ادا نہ کرنا بدرجہ اولیٰ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

قال رسول الله ﷺ ما منع قوم الزكوة الا ابتلاهم بالسنين

(الترغیب والترہیب صفحہ ۵۴۴/۱ کتاب الصدقات، باب الترہیب من منع الزکوۃ)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قوم زکوۃ روک لیتی ہے (ادا نہیں کرتی) اللہ تعالیٰ ان کو قحط سالی میں مبتلا کر دیتا ہے۔''

اخروی نقصانات: زکوۃ ادا نہ کرنے سے جس طرح دنیا میں کئی نقصانات ہیں، جیسے مال ہلاک ہو جاتا ہے۔ قحط سالی چھا جاتی ہے۔ اسی طرح آخرت میں مانعین زکوۃ کا نقصان ہوگا کہ ان کو آگ میں ڈالا جائے گا اور سخت اذیت (تکلیف) دی جائیگی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ مانع الزکوۃ یوم القیامۃ فی النار (الترغیب والترہیب صفحہ ۵۴۴/۱ کتاب الصدقات باب مانع الترہیب من منع الزکوۃ)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زکوۃ ادا نہ کرنے والے قیامت کے دن آگ (جہنم) میں ہونگے۔'' (استغفر اللہ۔ اعاذنا اللہ منہ)

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں:

کنت فی نفر من قریش فمر ابوذر رضی اللہ عنہ وھو یقول بشر الکانزین بکیّ فی ظھورھم یخرج من جنوبھم بکی ومن قبل اقفائھم یخرج من جباھھم قال ثم تنحی فقعد قال قلت من ھذا قالوا ھذا ابوذر رضی اللہ عنہ قال فقمت الیہ فقلت ما شیء سمعتک تقول قبیل قال ما قلت الا شیئاً قد سمعتہ من نبیھم صلی اللہ علیہ وسلم ......الحدیث (مسلم صفحہ ۳۲۱/۱ باب تغلیظ عقوبۃ من لا یودی الزکوۃ)

''میں قریش کی جماعت میں بیٹھا تھا کہ حضرت ابوذر آئے اور کہنے لگے خزانہ جمع کرنے والوں کو بشارت دے دو، ایسے داغ کی جوان کی پیٹھ پر لگائے جائیں گے اور ان کے پہلوؤں سے آر پار ہو جائیں گے۔ ان کی گدیوں میں لگائے جائیں گے تو ان کی پیشانیوں سے پار ہو جائیں گے۔ پھر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔ تو میں نے (لوگوں سے) پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا یہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں چنانچہ میں ان کی طرف گیا اور عرض کیا یہ کیا تھا جو میں نے ابھی ابھی آپ سے سنا ہے۔ تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے تو وہی بات کہی ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔''

زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کی سزا کے متعلق ایک حدیث سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں مروی ہے وہ فرماتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ من اتاہ اللہ مالا فلم یؤد زکاتہ مُثّل لہ مالہ یوم القیامۃ شجاعا اقرع لہ زبیبتان یطوقہ یوم القیامۃ ثم یاخذ بلھزمتیہ یعنی بشدقیہ ثم یقول انا مالک انا کنزک ثم تلا ولا تحسبن الذین یبخلون بما اتٰھم اللہ من فضلہ ھو خیر الھم بل ھو شر لھم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیامۃ ......الآیۃ (بخاری صفحہ ۱۸۸/۱ باب اثم مانع الزکوۃ)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا تو اس نے اس کی زکوۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا مال گنجے سانپ کی شکل بنا کر اس کے گلے میں بطور طوق ڈال دیا جائے گا۔ اس کی آنکھوں پر دو نقطے (داغ) ہونگے۔ پھر وہ سانپ اس کی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

ترجمہ: جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مال دیا ہے اور وہ بخیلی کرتے ہیں تو وہ اپنے لئے یہ بخل بہتر نہ سمجھیں بلکہ ان کے حق میں یہ برا ہے۔ عنقریب قیامت کے دن یہ بخیلی ان کے گلے کا طوق ہونے والی ہے۔''

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص سونے اور چاندی کا مالک ہو لیکن اس کا حق (یعنی زکوۃ) ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس سونے اور چاندی کی تختیاں بنائی جائیں گی پھر ان کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا پھر ان سے اس کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ پر داغ لگائے جائیں گے۔ جب بھی تختیاں (گرم کرنے کیلئے) آگ میں واپس لے جائی جائیں گی تو دوبارہ (عذاب دینے کیلئے) واپس لوٹائی جائیں گی۔ اس سے یہ سلوک سارا دن ہوتا رہیگا جس کا اندازہ پچاس ہزار سال ہے یہاں تک کہ انسانوں کے فیصلے ہو جائیں گے۔ پھر وہ اپنا راستہ جنت کی طرف دیکھے یا دوزخ کی طرف۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر اونٹوں کا کیا معاملہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اونٹوں کا مالک ہو اور وہ ان کا حق (زکوۃ) ادا نہ کرے اور اس کے حق میں سے یہ بھی ہے کہ پانی پلانے کے دن کا دودھ دوہے (اور

عرب کے رواج کے مطابق یہ دودھ مساکین کو پلا دے) وہ قیامت کے دن ایک ہموار میدان میں اوندھے منہ لٹایا جائیگا اور وہ اونٹ بہت فربہ اور موٹے ہو کر آئیں گے ان میں سے ایک بچہ بھی کم نہ ہوگا۔ وہ اس کو اپنے کھروں (پاؤں) سے روندیں گے اور اپنے منہ سے کاٹیں گے۔ جب پہلا اونٹ (یہ سلوک کر کے) جائے گا تو دوسرا آ جائے گا (اس سے یہ سلوک) سارا دن ہوتا رہے گا جس کا اندازہ پچاس ہزار سال ہے۔ حتیٰ کہ لوگوں کا فیصلہ ہو جائے گا پھر وہ اپنا راستہ جنت کی طرف دیکھے گا یا جہنم کی طرف۔ عرض کیا گیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم گائے اور بکری کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی گائے اور بکری والا ایسا نہیں ہوا جو ان کا حق (زکوۃ) ادا نہ کرے مگر جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ ایک ہموار زمین پر اوندھا لٹایا جائے گا اور ان گائے اور بکریوں میں سے کوئی کم نہ ہوگی۔ اور نہ ہی کوئی بغیر سینگوں کے اور ٹوٹے سینگوں والی ہوگی۔ وہ اس کو اپنے سینگوں سے ماریں گی اور اپنے کھروں سے روندیں گی۔ جب پہلی گزر جائے گی تو پچھلی آ جائے گی۔ (یعنی لگاتار آتی رہیں گی) دن بھر ایسا ہوتا رہیگا جس کی مدت پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا پھر وہ اپنا راستہ جنت کی طرف دیکھے یا جہنم کی طرف۔ (مسلم صفحہ ۳۱۸/۱ باب اثم مانع الزکوۃ)

زکوۃ کب فرض ہوتی ہے

قارئین آپ زکوۃ کی اہمیت' فرضیت اور اجر و ثواب کے متعلق پڑھ چکے ہیں۔ اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ یہ زکوۃ جس کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے اور اس کو ادا نہ کرنے کی دنیا و آخرت میں سخت سزا بیان فرمائی ہے یہ کس شخص پر اور کب فرض ہوتی ہے؟ تو اس کو ہم تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ آپ ان کو تین شرطیں بھی کہہ سکتے ہیں۔ (۱) مسلمان ہونا' یعنی جب آدمی مسلمان ہوگا تب اس پر زکوۃ فرض ہوگی اگر کوئی مسلمان نہیں ہے تو اس کیلئے زکوۃ کا تو مسئلہ ہی نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

ان النبی ﷺ بعث معاذاً رضی اللہ عنہ الی الیمن فقال ادعہم الی شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ فان ہم اطاعوا لذلک فاعلمہم ان اللہ افترض علیہم خمس صلوٰت فی کل یوم ولیلۃ فان ہم اطاعوا لذلک فاعلمہم ان اللہ افترض علیہم صدقۃ فی اموالہم توخذ من اغنیائہم وترد علی فقرائہم (بخاری ۱۸۷، کتاب الزکوۃ)

"کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (سب سے پہلے) ان کو دعوت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اگر وہ یہ بات قبول کر لیں تو پھر ان کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ یہ بات بھی قبول کر لیں تو پھر ان کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے مالوں میں زکوۃ فرض کی ہے جو ان کے مالدار لوگوں سے وصول کی جائے گی اور ان کے غریب لوگوں میں تقسیم کر دی جائیگی۔

۲۔ دوسری شرط ہے مال کا نصاب تک پہنچنا (اس شق کا تفصیلی تذکرہ شق نمبر ۳ کے بعد ہوگا انشاءاللہ)

۳۔ تیسری شرط ہے اس مال پر سال گزرنا' یعنی آدمی مسلمان ہے اور اس کے پاس اتنا مال ہے کہ وہ نصاب کو پہنچتا ہے تو جب اس مال پر ایک سال مکمل گزرے گا تو پھر زکوۃ فرض ہوگی' اگر نصاب کا مال تو کسی آدمی کے پاس جمع ہوا مگر وہ سال مکمل ہونے سے پہلے پہلے ختم ہو گیا تو اس پر زکوۃ فرض نہ ہوگی۔ (زکوۃ سے بچنے کیلئے حیلہ نہیں کرنا چاہئے جیسا کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے تفصیلی بحث آئندہ سطور میں ہوگی انشاءاللہ)

زکوۃ کا نصاب: شریعت اسلامی میں چار قسم کے اموال میں زکوۃ فرض ہے (۱) بہائم (چوپائے جانور)' (۲) سونا' چاندی' (۳) تجارتی مال' (۴) زرعی پیداوار

ان چاروں اقسام کا نصاب بھی الگ الگ ہے جس کی تفصیل بالترتیب ذکر کی جاتی ہے۔

بہائم: (چوپائے' جانور) جن جانوروں کی زکوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء نے وصول کی ہے اور آج تک تمام مسلمانوں کا اس پر عمل ہے وہ تین قسم کے ہیں۔ ☆ اونٹ' ☆ گائے (زکوۃ کے مسئلہ میں بھینس' گائے کے حکم میں ہی ہے) ☆ بکری (بھیڑ اور دنبہ بھی بکری کے حکم میں شامل ہیں۔)

اونٹ کا نصاب: اونٹ تعداد میں کم از کم پانچ ہوں تو ان میں زکوۃ فرض ہوگی' اگر اس سے کم ہیں تو زکوۃ فرض نہ ہوگی' البتہ ان کی تعداد مختلف ہونے کی صورت میں زکوۃ کی مقدار بھی مختلف ہوگی۔ جس کا تفصیل درج ذیل ہے۔

۵ سے ۹ تک	ایک بکری

۱۰سے۱۴تک	دو بکریاں
۱۵سے۱۹تک	تین بکریاں
۲۰سے۲۴تک	چار بکریاں
۲۵سے۳۵تک	ایک بنت مخاض (ایک سال کی اونٹنی)
۳۶سے۴۵تک	ایک بنت لبون (دو سال کی اونٹنی)
۴۶سے۶۰تک	ایک حقہ (تین سال کی اونٹنی)
۶۱سے۷۵تک	ایک جذعہ (چار سال کی اونٹنی)
۷۶سے۹۰تک	دو بنت لبون
۹۱سے۱۲۰تک	دو حقہ

120 سے آگے ہر دس کے بعد کل تعداد (40) اور پچاس (50) کے دو ہندسوں پر تقسیم ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قال فاذا زادت علی عشرین و مائة ففی کل اربعین بنت لبون وفی کل خمسین حقه (بخاری صفحہ ۱۹۶ کتاب الزکوۃ)

اگر اونٹ 120 سے بڑھ جائیں تو ہر چالیس میں ایک بنت لبون (دو سالہ اونٹنی) اور ہر پچاس پر ایک حقہ (تین سال کی اونٹنی) ہے۔

اس سے آگے بھی لاکھوں ہزاروں کی تعداد میں یہی اصول جاری رہے گا۔ مثلاً 120 پر 10 زیادہ ہوئے تو کل اونٹ 130 ہو جائیں گے۔ جو دو دفعہ 40 پر ایک دفعہ 50 پر تقسیم ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ان میں دو بنت لبون اور ایک حقہ زکوۃ ہوگی۔ 130 پر 10 زیادہ کریں تو 140 ہو جائیں گے تو یہ 50 پر دو دفعہ اور چالیس پر ایک دفعہ تقسیم ہونگے لہٰذا ان میں دو حقہ اور ایک بنت لبون زکوۃ ادا کرنا ہوگی۔ علی ہذا القیاس۔

نوٹ: اگر زکوۃ ایک بنت مخاض یعنی ایک سال کی اونٹنی بنتی ہو مگر وہ مالک کے پاس نہیں بلکہ اس کے پاس ابن لبون (دو سال کا اونٹ) ہے تو اُس سے بنت مخاض کے بدلے میں وہی وصول کر لیا جائیگا۔ اور اگر مالک کے پاس بنت لبون (2 سال کی اونٹنی) ہے تو وہ بنت مخاض کے بدلے میں قبول کی جائیگی لیکن اس صورت میں مالک کو دو بکریاں یا ان کی قیمت واپس کی جائے گی۔ اسی طرح اگر زکوۃ میں تو بنت لبون آتی ہے مگر مالک کے پاس وہ نہیں بلکہ بنت مخاض ہے تو مالک سے بنت مخاض ہی وصول کی جائیگی مگر مالک اس کے ساتھ دو بکریاں یا ان کی قیمت بھی زکوۃ وصول کرنے والے کو ادا کرے گا۔ اسی طرح زکوۃ میں لیے جانے والے جانور کی عمر میں ایک سال کی کمی بیشی صورت میں اس طریقہ پر عمل کیا جائیگا۔

نوٹ: ایک سال کی اونٹنی کے عوض میں دو سال کا نر لیا جاتا ہے اس کے علاوہ کسی صورت میں بھی اونٹوں کی زکوۃ میں نر وصول نہیں کیا جائیگا بلکہ ہمیشہ مادہ ہی لی جائیگی۔

گائے کا نصاب: گائے کا نصاب درج ذیل ہے۔

30 سے 39 تک	ایک تبیع یا تبیعہ (ایک سال کا بچھڑا نر یا مادہ)
40 سے 59 تک	ایک مسنہ (دو سال کا نر یا مادہ جس کے دو دانت دوبارہ اُگ چکے ہوں)
60 سے 70 تک	ایک مسنہ اور ایک تبیعہ (نر یا مادہ)

اس کے بعد ہر 10 کے اضافہ سے کل مال 30 اور 40 کے دو ہندسوں میں تقسیم کیا جائیگا اور اس حساب سے زکوۃ دی جائیگی مثلاً 70 پر 10 زیادہ ہوئے تو تعداد 80 ہو جائیگی اور یہ 40 پر دو دفعہ تقسیم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس میں 2 مسنے زکوۃ دینا ہوگی۔ 80 پر 10 زیادہ ہوئے تو تعداد 90 ہو جائیگی اور یہ 30 پر تین دفعہ تقسیم ہو جاتا ہے۔ اس میں زکوۃ 3 تبیع دینا ہوگی۔ 90 پر 10 زیادہ ہوئے تو تعداد 100 ہوگی اور یہ 30 پر دو دفعہ اور 40 پر ایک دفعہ تقسیم ہوگا لہٰذا اس میں دو تبیع اور ایک مسنہ زکوۃ دینا ہوگی۔ علی ھذا القیاس۔

حدیث شریف میں ہے:

عن معاذ قال بعثنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن فامرنی ان اخذ من کل ثلثین بقرۃ تبیعا او تبیعة وفی کل اربعین مسنة (ترمذی 1\136 ابواب الزکوۃ۔ نسائی ص 1\276)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ ہر 30 گائے میں ایک سال کا بچھڑا (نر یا مادہ) اور ہر 40 گائے میں دو سال کا بچھڑا (نر یا مادہ) زکوۃ وصول کرنا۔

بھینس کا نصاب بھی گائے کے مطابق ہے اگر کسی کے پاس صرف بھینسیں ہی ہیں تو اس نصاب کے مطابق وہ بھی زکوۃ ادا کریگا۔ اگر کچھ گائیں ہوں اور کچھ بھینسیں تو دونوں کو ملا کر نصاب پورا کیا جائیگا۔

بکریوں کا نصاب: جن بہائم پر زکوۃ فرض ہے ان کی تیسری قسم بکری ہے۔ بھیڑ، بکری اور دنبہ ایک ہی قسم شمار ہوگی اس لیے اگر یہ تینوں الگ الگ پال کر نصاب کو پہنچ جائیں تو حسب ذیل

طریقہ سے ان کی زکوٰۃ ادا کی جائیگی۔

40 سے 120 تک	ایک بکری
121 سے 200 تک	دو بکریاں
201 سے 300 تک	تین بکریاں

اس سے زیادہ میں ہر 100 پر ایک بکری زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی مثلاً 399 تک تو تین بکریاں ہی ہیں اگر 400 پوری ہو جائیں تو 4 بکریاں جب 500 ہو جائیں تو 5 بکریاں زکوٰۃ دینا ہوگی۔ علی ھذا القیاس

زکوٰۃ میں کس قسم کا جانور وصول کیا جائے

زکوٰۃ میں درمیانے درجے کا جانور لینا چاہئے نہ تو اعلیٰ قسم کا جانور لیا جائے اور نہ ہی بیمار لاغر اور نکما جانور۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وتوق کرائم اموال الناس

(بخاری ص 1\196) یعنی لوگوں کے عمدہ مالوں سے بچو۔ ایک دوسری حدیث میں ہے **لا تخرج فی الصدقة هرمة ولاذات عوار ولا تيس الا ماشاء المصدق** (بخاری صفحہ ۱۹۶/۱ کتاب الزکوٰۃ)

مزید ارشاد فرمایا:

لا يعطى الهرمة ولا الدرنة ولا المريضة ولا الشرط اللئيمة ولكن من وسط اموالكم فان الله لم يسألكم خيره ولا يامركم بشره (ابوداؤد صفحہ ۲۲۳/۱ کتاب الزکوٰۃ)

اگر زکوٰۃ دینے والا اپنی خوشی سے اچھا جانور یا زکوٰۃ سے زیادہ مال دینا چاہے تو اس سے قبول کیا جا سکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ اسی طرح جانوروں کی جب گنتی کی جائیگی تو اس وقت چھوٹے بڑے سب شمار کئے جائیں گے مگر زکوٰۃ میں کوئی بچہ وصول نہیں کیا جائے گا۔

سونے چاندی کا نصاب: مال کی دوسری قسم سونا اور چاندی ہے۔ پھر یہ سونا اور چاندی الگ الگ دو چیزیں ہیں۔ اس لئے ان کا نصاب بھی الگ الگ ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فاذا كانت لك مائتا درهم وحال عليها الحول ففيها خمسة دراهم وليس عليك شيء يعنى فى الذهب حتىٰ تكون لك عشرون دينارا فاذا كانت لك عشرون دينارا وحال عليها الحول ففيها نصف دينار (ابوداؤد صفحہ ۲۲۱/۱ کتاب الزکوٰۃ)

"یعنی جب تمہارے پاس 200 درہم ہوں اور ان پر سال گزر جائے تو پانچ درہم زکوٰۃ ہے اور جب سونا بیس دینار ہو اور اس پر سال بھی گزر جائے تو اس میں نصف دینار زکوٰۃ ہے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چاندی کیلئے نصاب 200 درہم اور سونے کا نصاب 20 دینار ہے۔

ہمارے ملکی اوزان کے مطابق 200 درہم کا وزن 52.50 تولے چاندی بنتا ہے۔ اور 20 دینار کا وزن 7.50 تولہ سونا ہے۔ اس لئے جس شخص کے پاس 52.50 تولے چاندی یا اس کی قیمت روپے یا 7.50 تولے سونا یا اس کی قیمت روپے موجود ہوں اور اس پر سال بھی گزر جائے تو اس پر زکوٰۃ دینا فرض ہے کہ وہ اپنے سارے مال کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ ادا کرے۔

زیورات کی زکوٰۃ: سونے چاندی کے زیورات کی بھی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے کہ ان کا وزن کیا جائے اگر وہ نصاب کو پہنچ جائیں تو ان کی قیمت مقرر کرنے کے بعد 2.50 فیصد کے حساب سے ان کی زکوٰۃ ادا کی جائے جو لوگ زیورات کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے سخت وعید بیان فرمائی ہے۔

تجارتی مال: شریعت اسلامی میں جن چار قسم کے اموال میں زکوٰۃ فرض ہے ان میں ایک تجارتی مال بھی ہے۔ جس سرمائے سے آدمی تجارت، کاروبار کر رہا ہے۔ خواہ وہ مال دکان میں سودا سلف کی صورت میں ہو، نئے پرانے کپڑے، کھانے پینے کا سامان یعنی ہر قسم کا غلہ، پھل فروٹ، سبزی، گوشت، مٹی، چینی اور دھات وغیرہ کے برتن ہوں یا جاندار چیزوں میں سے جانور، غلام، گھوڑے، خچر، گدھے وغیرہ۔ غرض تجارت کے ہر قسم کے مال میں زکوٰۃ فرض ہے۔ تجارتی مال پر جب سال گزر جائے تو پورے مال کے حساب لگا کر اگر وہ نصاب کو پہنچتا ہو تو 2.50 فیصد کا حساب سے اس سے زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔

تجارتی مال میں چونکہ کمی بیشی ہوتی رہتی ہے اس لئے اس کا طریقہ یہ ہے کہ سال میں سے کوئی مہینہ، دن مقرر کر لیا جائے ہر سال اس مہینے میں موجود نقدی اور تجارت میں چالو سرمائے کو جمع کر لیا جائے اور اس حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے۔ معمولی تاجر، دکاندار سے لے کر بڑی بڑی فرموں اور کمپنیوں کے مالکوں کو اسی طریقہ پر سال کے بعد ایک دفعہ زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے کہ اپنی اشیاء تجارت نقدی کے حساب سے شمار کر لیں اور تجارت میں چالو سرمایہ کا بھی اندازہ لگائیں۔ پھر دونوں کو جمع کر کے 2.50 فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کریں۔ ایک ہزار میں

25 روپے ایک لاکھ میں 2500 اور ایک کروڑ میں 25000 روپے زکوٰۃ بنتی ہے۔

یتیم کے مال میں زکوٰۃ: یتیم کے مال میں بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ اس کے سرپرست کو چاہئے کہ وہ ہر سال اس کے مال سے زکوٰۃ ادا کرے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ان النبی ﷺ خطب الناس فقال الا من ولی یتیماله مال فلیتجر فیه ولا یترکه حتی تاکله الصدقة (ترمذی صفحہ ۱۳۹/ ۱، ابواب الزکوٰۃ)

"بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا لوگو آگاہ رہو کہ جو شخص بھی کسی مالدار یتیم کا سرپرست بنے تو وہ اس مال کو کاروبار میں لگائے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس مال کو زکوٰۃ ختم کر دے۔ یعنی جب اس سے ہر سال زکوٰۃ دی جائے گی اور کاروبار نہیں کیا جائے گا تو آخر وہ مال ختم ہو جائے گا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یتیم کے مال میں بھی زکوٰۃ فرض ہے۔

قرض کی زکوٰۃ. اگر کسی شخص نے دوسرے سے قرض لینا ہے اور اسے امید ہے کہ وہ مجھے واپس مل جائے گا تو اس کی زکوٰۃ بھی ادا کرے گا اور اگر اس کا قرض ڈوب گیا ہو اور واپسی کا امکان نہ ہو تو اس میں زکوٰۃ نہیں البتہ جب اسے ڈوبا ہوا قرضہ مل جائے تو پھر وہ اس کی ایک سال کی زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہوگی کیونکہ پھر وہ مال ضمار کے حکم میں ہے۔

مال ضمار. مال ضمار وہ مال ہے جس کے ملنے کی امید نہ ہو مثلاً جنگل میں کسی جگہ مال دفن کیا مگر بعد میں وہ جگہ بھول گیا یا سمندر میں ڈوب گیا' یا کسی نے چھین لیا یا کسی نے قرض لیا بعد میں وہ آدمی انکاری ہو گیا علی ہذا القیاس اس قسم کا مال جس کے واپس ملنے کی امید نہ ہو مال ضمار کہلاتا ہے اس پر زکوٰۃ نہیں ہاں جب کبھی یہ مال واپس مل جائے تو اس میں سے ایک سال کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

زرعی پیداوار: جس طرح جانوروں، سونا چاندی اور تجارتی مال میں زکوٰۃ ہے اسی طرح زرعی پیداوار سے بھی ایک مقررہ حصہ ادا کرنا فرض ہے۔ البتہ ان چاروں قسم کے اموال کا نصاب اور مقررہ حصہ بھی الگ الگ ہے۔ چوپایوں، سونا چاندی اور تجارتی مال کے نصاب اور زکوٰۃ کے متعلق تو آپ پڑھ چکے ہیں اب زرعی پیداوار کے نصاب اور مقررہ حصہ کو بیان کیا جاتا ہے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: النبی ﷺ **قال لیس فیما اقل من خمسة اوسق صدقة ولا فی اقل من خمس من الابل الذود صدقة ولا فی اقل فی خمس اواق من الورق صدقة** (بخاری ۱/ ۲۰۱، کتاب الزکوٰۃ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور نہ ہی پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ ہے اور نہ ہی پانچ اوقیہ چاندی سے کم میں زکوٰۃ ہے۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے غلہ (زرعی پیداوار) کا نصاب پانچ وسق بیان فرمایا ہے۔ جو تقریباً 18 من 30 کلو بنتا ہے۔ اگر اس سے کم غلہ ہو تو پھر اس میں سے زکوٰۃ دینا فرض نہیں۔ البتہ اگر کوئی آدمی کچھ خرچ کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو اجر و ثواب عطا فرمائیں گے۔

زرعی پیداوار سے جو زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے اس کو عُشر کہتے ہیں۔ کیونکہ غلہ کا دسواں حصہ خیرات کیا جاتا ہے۔ زکوٰۃ لفظ چونکہ عام ہے جو عُشر، زکوٰۃ صدقات وغیرہ کو شامل ہے۔ زرعی پیداوار سے اخراجات نکال کر باقی غلہ سے دسواں حصہ ادا کیا جائے گا۔ نیز زرعی پیداوار اگر تو بارانی زمین سے حاصل ہوئی ہے جو بارشوں وغیرہ کے پانی سے سیراب ہوتی رہی تو پھر دسواں حصہ ادا کیا جائیگا۔ اور اگر اسے کنویں، ٹیوب ویل یا موجودہ نہری نظام سے کہ جس کا معاوضہ زمیندار ادا کرتا ہے زمین کو سیراب کیا گیا ہو تو پھر بیسواں حصہ ادا کرنا ہوگا۔

زکوٰۃ سے بچنے کیلئے حیلے بہانے کرنا جائز نہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ:

فرض رسول الله ﷺ ولا یجمع بین متفرق ولا یفرق بین مجتمع خشیة الصدقة (بخاری، ۱/ ۱۹۵، کتاب الزکوٰۃ)

رسول اللہ ﷺ نے یہ فرض کر دیا تھا کہ الگ الگ کو جمع نہ کیا جائے اور نہ ہی زکوٰۃ کے ڈر سے جمع کو الگ کیا جائے۔

مثلاً 40 بکریوں میں ایک بکری زکوٰۃ بنتی ہے اگر اس سے کم ہونگی تو زکوٰۃ فرض نہیں۔ اب زکوٰۃ وصول کرنے والا دو تین آدمیوں کی 15.15 یا 20-20 بکریوں کو ملا کر نصاب پورا کر کے زکوٰۃ وصول کر لے کہ اگر یہ الگ الگ اپنی بکریاں رکھیں گے تو پھر ان سے زکوٰۃ وصول نہیں کی جا سکتی۔

یا دو آدمی ہیں ان کے پاس 50 بکریاں ہیں شروع سے انہوں نے اکٹھی رکھی ہوئی ہیں ان کی خوراک پانی وغیرہ اکٹھا ہی استعمال ہوتا ہے۔ اب جب سال مکمل ہونے کے قریب ہوا تو انہوں نے سمجھا کہ اب تو سال مکمل ہونے پر ہمیں زکوٰۃ ادا کرنا پڑے گی لہٰذا انہوں نے زکوٰۃ سے بچنے کیلئے اپنی اپنی بکریاں

الگ الگ کرلیں کہ اب کسی کے پاس بھی 40 بکریاں نہیں ہیں تو ظاہر ہے کہ ان دونوں پر ہی زکوٰۃ فرض نہ ہوگی کیونکہ ان کا نصاب پورا نہیں ہوتا۔ تو ان دونوں صورتوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہ تو زکوٰۃ وصول کرنے والا ایک سے زائد آدمیوں کا مال اکٹھا کر کے زکوٰۃ وصول کرے اور نہ ہی اکٹھے مال والے اپنے مال کو حصوں میں تقسیم کر کے زکوٰۃ سے بچنے کا حیلہ کریں۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ اظہر من الشمس ہے کہ زکوٰۃ سے بچنے کیلئے حیلہ نہیں کرنا چاہئے۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس اتنا مال ہو کہ اس پر زکوٰۃ فرض ہے تو وہ شخص سال پورا ہونے سے پہلے اپنا مال اپنی بیوی کو ہبہ کر دے اور آئندہ سال پورا ہونے سے پہلے وہ مال بیوی اپنے خاوند کو ہبہ کر دے تو اس طرح دونوں پر زکوٰۃ نہیں۔ کیونکہ اس مال پر نہ تو خاوند کے پاس مکمل سال ہوا ہے اور نہ ہی بیوی کے پاس۔ اور زکوٰۃ فرض ہوتی ہے سال مکمل گزرنے پر۔

(اناللہ وانا الیہ راجعون)

اس قسم کی حرکتیں اللہ تعالیٰ کے احکام کو ٹالنے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنتی ہیں۔ اس لئے ان سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے آمین۔

مصارف زکوٰۃ

زکوٰۃ کے مصارف (خرچ کرنے کی جگہ) آٹھ ہیں۔ زیاد بن حارث الصدائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور زکوٰۃ کے مال سے کچھ دینے کا سوال کیا:

فقال له رسول الله ﷺ ان الله لم يرض بحكم نبي ولا غيره في الصدقات حتى حكم فيها هو فجزأها ثمانية اجزاء فان كنت من تلك الاجزاء اعطيتك حقك

(ابوداؤد، ۱/۲۳۰، کتاب الزکوٰۃ)

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مال زکوٰۃ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کسی نبی اور غیر نبی کے فیصلہ کو پسند نہیں فرمایا۔ بلکہ خود اس کے متعلق فیصلہ فرمایا ہے اور زکوٰۃ کے آٹھ مصرف بیان فرمائے ہیں اگر تو بھی ان آٹھ میں شامل ہے تو میں تیرا حق تجھے دے دیتا ہوں۔ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کے مصارف آٹھ ہیں۔ جن کی تفصیل قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمائی ہے:

انما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملين عليها والمولفة قلوبهم وفي الرقاب والغارمين وفي سبيل الله وابن السبيل فريضة من الله والله عليم حكيم

(التوبہ:۶۰)

بے شک زکوٰۃ کا مال فقراء، مساکین، زکوٰۃ وصول کرنے والے عاملوں، مؤلفین، غلاموں، قرض داروں، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے والوں اور مسافروں کیلئے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اب ان آٹھ مصارف کی مختصر تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

فقراء: یہ فقیر کی جمع ہے۔ فقیر اس کو کہتے ہیں جس کے پاس خرچ کرنے کیلئے کچھ بھی نہ ہو۔

مساکین: یہ مسکین کی جمع ہے۔ مسکین اس کو کہتے ہیں جس کے پاس کچھ تھوڑا بہت مال تو ہو لیکن اس کی گزران نہ ہوتی ہو۔

عاملین علیہا: عاملین، یہ عامل کی جمع ہے یہ وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ کی وصولی کیلئے حکومت کی طرف سے مقرر ہوں۔ خواہ کسی حیثیت سے بھی مثلاً نگران، حساب رکھنے والے، مزدوری کرنے والے ان کیلئے زکوٰۃ کے مال سے اپنی محنت کی تنخواہ لینا جائز ہے۔

مؤلفین: یہ وہ لوگ ہیں جو مسلمان تو ہو گئے مگر وہ اپنے ایمان و اسلام میں ابھی مضبوط نہیں ہوئے تو ان کو زکوٰۃ کے مال سے کچھ دے دینا تاکہ ان کے دل اسلام پر جم جائیں اور ایمان میں مضبوط ہو جائیں۔ یا کسی کو اسلام کی طرف مائل کرنے کیلئے یا کسی مسلمان کو کفار کے شر سے بچانے کیلئے زکوٰۃ کا مال خرچ کیا جائے تو وہ اسی حکم میں ہے۔

فی الرقاب: آج کل چونکہ غلامی کا رواج نہیں۔ کیونکہ بین الاقوامی معاہدے کے مطابق کوئی ملک یا حکومت اپنے مخالفین کو غلام نہیں بنا سکتی۔ البتہ اگر کوئی مسلمان کسی دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا ہے تو زکوٰۃ کے مال سے فدیہ دیکر اس کو چھڑانا جائز ہے۔

غارمین: الف۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مقروض ہو جائیں اور ان کے پاس قرض کی ادائیگی کیلئے وسائل نہ ہوں۔ تو ان کا قرضہ زکوٰۃ کے مال سے ادا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص غیر شرعی کاموں میں خرچ کرنے کی وجہ سے مقروض ہو گیا ہے مثلاً جوا بازی، شراب نوشی، سودی کاروبار، اور عیاشی وغیرہ تو جب تک یہ شخص توبہ نہ کر لے زکوٰۃ یا دوسرے صدقات سے اس کی امداد نہیں کرنی چاہئے۔ نیز یہ بھی شرط ہے کہ اس کے پاس ذاتی جائیداد نہ ہو جس سے قرض اتارا جا سکے۔

ب: اور دوسرے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے کسی مقروض کی ضمانت دی مگر وہ فرار

ہوگیا یا قرض دینے سے انکاری ہوگیا تو یہ شخص بحیثیت ضامن قرض ادا کرنے کا ذمہ دار ہے۔ تو زکوٰۃ کے مال سے اس کے ساتھ بھی تعاون کیا جاسکتا ہے۔

ج: اسی طرح اگر کوئی شخص مقروض فوت ہوجائے اور اس نے اپنے پیچھے مال بھی کوئی نہیں چھوڑا تو اس کا قرض بھی زکوٰۃ کے مال سے ادا کیا جاسکتا ہے۔

فی سبیل اللہ: اس سے مراد محاذ جنگ پر دشمن سے برسر پیکار لوگ مراد ہیں کہ کفار سے جنگ میں شریک ہوں خواہ کسی بھی حیثیت سے ان کے لئے بھی زکوٰۃ کا مال جائز اور حلال ہے اگر چہ وہ غنی مالدار ہی کیوں نہ ہو۔ اور اس سے سامان حرب وضرب، ہتھیار وغیرہ بھی خریدے جاسکتے ہیں۔ نیز دینی مدارس کی تعمیر وترقی اور تعلیمی اخراجات، رفاہی اداروں اور تبلیغ دین کیلئے لٹریچر کی اشاعت وتقسیم کیلئے بھی زکوٰۃ کا مال خرچ کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ سبیل اللہ عام اور ان سب کو شامل ہے۔

ابن سبیل: اس سے وہ مسافر مراد ہیں جو اگر چہ اپنے وطن یا گھر میں تو غنی اور مالدار ہوں مگر سفر میں ان کے پاس کوئی جمع پونجی نہیں کہ جسے خرچ کر کے وہ گھر پہنچ سکیں تو ان کیلئے بھی زکوٰۃ کے مال سے لینا جائز ہے۔ دینی مدارس کے طلبہ بھی اس حکم میں شامل ہیں۔

جن کیلئے زکوٰۃ کا مال جائز نہیں

۱۔ امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آل اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین

زکوٰۃ چونکہ مال کی میل کچیل ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آل اطہار کو زکوٰۃ دینا ان کے شایان شان نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے مال زکوٰۃ کو جائز نہیں رکھا۔

عن عبدالمطلب بن ربيعة قال قال رسول الله ﷺ ان هذه الصدقات انما هي اوساخ الناس وانها لا تحل لمحمد ولا لآل محمد ﷺ (مسلم ۱/۳۴۵، کتاب الزکوٰۃ)

عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ صدقات لوگوں کی میل کچیل ہیں بے شک محمد ﷺ اور محمد ﷺ کی آل کیلئے حلال نہیں۔

۲۔ غیر مسلموں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

غیر مسلموں کو زکوٰۃ یا دوسرے واجب، فرض صدقات سے دینا جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا اور جو دستور العمل ان کیلئے مقرر فرمایا تھا اس میں ہے:

ان الله افترض عليهم صدقة في اموالهم توخذ من اغنيائهم وترد في فقرائهم (بخاری ۱/۱۸۷، کتاب الزکوٰۃ)

بے شک اللہ تعالیٰ نے ان پر مال میں سے زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالدار لوگوں سے وصول کر کے فقیر لوگوں میں بانٹ دی جائیگی۔ تو مسلمان اغنیاء کی زکوٰۃ مسلمان فقراء کا ہی حق ہے۔

۳۔ والدین کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

اولاد کا مال وغیرہ چونکہ والدین کا ہی ہوتا ہے اس لئے والدین کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔ اس طرح ہر وہ رشتہ دار جس کی کفالت کا انسان ذمہ دار ہے مثلاً بیوی، چھوٹی اولاد، دادا، پوتا، وغیرہ ان کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی کیونکہ یہ شخص ان کے اخراجات پورے کرنے کا مکلف ہے۔ حدیث شریف میں ہے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا:

فقال يا رسول الله ﷺ ان لي مالا وولدا وان والدي يحتاج مالي قال انت ومالك لولدك ان اولادكم من اطيب كسبكم فكلوا من كسب اولادكم (ابوداؤد، ۲/۱۴۲، کتاب البیوع) تو اس نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ میں صاحب مال اور صاحب اولاد ہوں اور میرے والد صاحب کو میرے مال کی ضرورت ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو بھی اور تیرا مال بھی تیرے والد کا ہی ہے۔ بے شک تمہاری اولاد تمہاری پاکیزہ کمائی ہے لہٰذا تم اپنی اولاد کی کمائی سے کھاؤ۔

۴۔ مالدار اور تندرست آدمی کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: **لا تحل الصدقة لغني ولا لذي مرة سوي** (ترمذی ۱/۱۴۱، ابواب الزکوٰۃ)

زکوٰۃ مالدار اور تندرست آدمی کیلئے حلال نہیں ہے۔

برادران اسلام: زکوٰۃ اسلام میں ایک اہم فریضہ ہے اس لئے ہم سب کو اس بات کا اہتمام کرنا چاہئے کہ جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہو وہ فوری طور پر بغیر کسی ٹال مٹول کے اس کو ادا کرے تاکہ دنیا و آخرت میں سرخرو ہو اور دنیاوی آفات وبلیات اور اخروی عذاب سے بچ سکے اور اس بات کا بھی اہتمام کرنا چاہئے کہ جو زکوٰۃ کا مستحق ہے اس کو ہی دی جائے اپنی ناموری اور شہرت کیلئے اس کو استعمال نہ کیا جائے اور نہ ہی زکوٰۃ دینے کے بعد کسی کو احسان جتا کر یا اس کو تکلیف دے کر اس عمل کو ضائع کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو اور ہم سب کی دنیا وآخرت بہتر فرمائے آمین۔

اللھم وفقنا لما تحب وترضی